ملت حنیفیہ کی حقیقت

از افادات حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ

مرتب: حضرت مولانا عبدالحمید سواتی
ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
(رفیقِ اعزازی۔ الحق)

یہ امر بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو ملتِ حنیفیہ پر کاربند ہونے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کوئی قوم یا فرد اس ملت سے باہر رہ کر کسی قوم کی کوئی حقیقی کامیابی نہیں حاصل کر سکتا چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام ہمیشہ ملتِ حنیفیہ، دینِ حنیف، دینِ اسلام کی طرف ہی لوگوں کو دعوت دیتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے چونکہ دنیا میں ایک نئے قسم کا انقلاب رونما ہوا اور انی جاعلک للناس اماما کا دور شروع ہوا۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ دینِ حنیف کے سب سے بڑے مبلغ قرار پائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حنیف کے لقب سے نوازا گیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو صاف طور پر بیان فرمایا ہے:

مَاكَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (ال عمران)

ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ وہ حنیف (صرف اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو ہونے والے) اور فرمانبردار تھے۔ اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہیں تھے۔ بیشک تمام لوگوں سے زیادہ قریب تر ابراہیم علیہ السلام سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی۔ اور خاص طور پر یہ نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) ایمان لائے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کارساز اور ولی ہے ایمان والوں کا۔

اس آیت کی وضاحت میں حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنے ترجمہ قرآن فتح الرحمٰن کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مترجم می گوید حنیف آنرا می گفتند کہ استقبال کعبہ کند و حج گذارد و ختنہ نماید و از جنابت غسل کند۔ حاصل آنکہ نام کسے بود کہ بشریعت ابراہیمی متدین باشد۔ واللہ اعلم۔"

ترجمہ :۔ مترجم (حضرت شاہ ولی اللہؒ) فرماتے ہیں۔ کہ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو نماز میں کعبہ شریف کی طرف اپنا رخ کرتا ہے۔ اور (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے) حج ادا کرتا ہے۔ اور ختنہ کرتا ہے۔ اور جنابت وناپاکی سے غسل کرتا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ حنیف اس شخص کا نام ہوگا جو شریعت ابراہیمی کو ماننے والا ہو۔

اس مختصر سے نوٹ میں امام ولی اللہؒ نے پہلے تو چند شعائر ملت حنیفیہ کے ذکر کئے اور پھر ایک ضابطہ کی شکل میں بات سمجھائی کہ دراصل حنیف اسی شخص کو کہہ سکتے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین کو مانتا ہو اور اس پر کاربند ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا ہے۔ کہ آپ بھی اس بات کا اعلان کردیں کہ :

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰانِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ (انعام)

بیشک میرے پروردگار نے میری رہنمائی فرمائی ہے۔ سیدھی راہ کیطرف جو مضبوط دین ہے، ملت ابراہیمی یا ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جو حنیف تھے اور شرک کرنیوالوں میں سے نہیں تھے۔

پھر سورہ نحل کی ایک آیت میں ملت ابراہیمی کے اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (النحل)

پھر ہم نے حکم بھیجا آپ کی طرف کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کی پیروی کریں جو حنیف تھے اور شرک کرنیوالوں میں سے نہیں تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حج اور قربانی کرنے والے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حنفاء بن جائیں اپنی تمام عبادتوں کو ایک حنیف انسان کی طرح ادا کریں ——

حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ ۔ (الحج) یعنی حنفاء ہوں اللہ تعالیٰ کیلئے۔ اور اس کے ساتھ کسی وقت اور کسی حال میں شرک کرنے والے نہ ہوں — قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام عالم اور بنی نوع انسان کے افراد اور جماعتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حنیف بن جائیں۔ اور اس کے سوا کوئی چیز خداوند کریم کے ہاں قبول نہیں ہوسکتی۔ جس سے انسانوں کو نجات مل سکے اور دنیا و آخرت میں انہیں کامیابی و فلاح نصیب ہوسکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ

اور ان لوگوں کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ خالص اللہ تعالیٰ

لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۔۔۔ کی عبادت کریں اسکی اطاعت اور عبادت میں اخلاص
وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ۔۔۔ کرنے والے ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر
اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور یہی مضبوط دین ہے۔

تمام لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ مقرر کر دیا کہ وہ سارا دین اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کیلئے مخصوص کر دیں اور حنیف بن جائیں۔ اپنی مالی، جانی عبادتیں محض اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کر دیں۔ یہ وہ دین اور قانون ہے جس میں کبھی شکست نہیں آسکتی اور نہ یہ ٹوٹ سکتا ہے۔ اس کی پابندی تمام لوگوں کو کرنی ضروری ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں کہ :

"عرب کے مشرکین اپنے متعلق دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حنفاء ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کا پیروکار کہتے تھے۔ حالانکہ حنیف تو اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ملت ابراہیمی کو بطور دین کے مانتا ہو۔ اور اس کے شعائر کو لازم پکڑتا ہو۔ اور ان پر کاربند ہو۔ (مشرکین تو ان سب شعائر کو ضائع کر چکے تھے۔) اور ملت ابراہیمی کے شعائر یہ امور ہیں ، بیت الحرام کا حج کرنا۔ اور اسکی طرف نماز میں رخ کرنا۔ اور جنابت سے غسل کرنا۔ اور تمام خصائل فطرت پر کاربند ہونا۔ ختنہ کرنا۔ اشہر حرم کی تعظیم کرنا۔ مسجد حرام کی تعظیم کرنا۔ محرمات نسبیہ اور رضاعیہ کو حرام سمجھنا۔ حلق میں جانوروں کو ذبح کرنا۔ اور نحر کرنا۔ اور جانوروں کے ذبح اور نحر سے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرنا خصوصاً حج کے ایام میں ۔۔۔۔"

اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ :

"اور اصل ملت ابراہیمی میں وضوء ، نماز ، روزہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک یتامیٰ اور مساکین پر صدقہ کرنا۔ اور نوائب حق میں اعانت کرنا۔ یعنی ایسے مصائب جو لوگوں پر کسی وجہ سے آجاتے ہیں۔ جیسے وباء ، قحط ، سیلاب ، جنگ وغیرہ میں جو لوگ زیر بار ہو جاتے ہیں ان کی اعانت و امداد کرنا۔ اور صلہ رحمی (قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک) یہ سب امور شروع تھے۔ اور ان امور کے باعث باہم مدح و ثناء بھی کی جاتی تھی۔ لیکن جمہور مشرکین ان امور کو چھوڑ چکے تھے۔ حتیٰ کہ آہستہ آہستہ یہ افعال و اعمال بالکل ہی نیست و معدوم یا انکی اصلی شکل و صورت بالکل باقی نہیں رہی تھی۔ اور قتل نفس ، چوری ، زنا اور سود و غصب کو حرام خیال کرنا بھی اصل ملت میں ثابت تھا۔ اور فی الجملہ ان امور پر انکار بھی کیا جاتا تھا۔ لیکن جمہور مشرکین نفس امارہ کے اتباع میں ان امور کا ارتکاب کرتے تھے ۔۔۔۔"

اس مضمون میں خصائل فطرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دراصل وہ امور ہیں جن پہ کاربند ہونا انسان کا فطری تقاضا ہے۔ ان میں بعض امور وہ ہیں جن کا تعلق انسان کے عقیدہ اور ضمیر سے ہے اور بعض امور وہ ہیں جو انسان کی طہارت و نظافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام ان امور کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف اور ابوداؤد وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ عائشہ صدیقہؓ اور عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند باتیں امور فطریہ میں سے ہیں۔ مثلاً (انسان کی وضع قطع کو درست رکھنے کے لئے) مونچھوں کا تراشنا اور ڈاڑھی کو بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ کلی کرکے منہ صاف کرنا۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا۔ ناخن تراشنا۔ جسم کے پیچیدہ حصوں سے میل کچیل صاف کرنا۔ بغل اور زیر ناف مقامات سے بال صاف کرنا۔ پانی سے استنجا پاک کرنا۔ ختنہ کرنا۔

حضرت ابو ایوبؓ سے امام ترمذی نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں انبیاء علیہم السلام کی سنت میں ہیں۔ حیاء۔ خوشبو کا استعمال کرنا۔ مسواک کرنا۔ نکاح۔ بعض روایتوں میں حیاء کی بجائے ختنہ کا ذکر ہے۔ بہرحال ان امور کو خصائل فطریہ کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت دین حنیف کا ایک بنیادی اصول بلکہ اصل الاصول ہے جس کو کسی حال میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امام ولی اللہؒ اپنی کتاب بدور بازغہ میں فرماتے ہیں۔ کہ (دوسرے اہل مذاہب و ملل رب کی معرفت کے بارہ میں مختلف طریقوں سے سوچتے ہیں) لیکن ایک حنیف شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں اس طرح سوچتا ہے:

لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ (انعام)	اگر مجھ کو میرے رب نے سیدھی راہ نہ دکھائی تو میں گمراہ قوم میں سے ہو جاؤں گا۔

جب مرد حنیف نے تمام چیزوں سے خالی ہو کر اپنی فطرت کی طرف نظر کی تو اس نے معلوم کر لیا۔ کہ اس کے رب نے اس کی فطرت میں ایک صحیح علم اور صحیح معرفت رکھ دی ہے۔ جو اسکی فطرت کے ساتھ مناسب ہے۔ پس دین حنیفی یہ ہے کہ تم اپنے رب کو صحیح طریق پہ پہچان لو، تمہیں اسکی ایسی معرفت حاصل ہو جائے کہ اس میں کسی قسم کا جہل نہ ہو۔ اور یہ معرفت تم اپنی عقل معاش کے ساتھ حاصل کرو۔ اور اس رب تعالیٰ کے کمالات اور اسکی صفات کو اپنی زبان سے تعبیر کرو۔ اس طرح کہ یہ تعبیر تمہاری عقل کے ساتھ مطابق ہو۔۔۔۔۔۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ملت حنیفیہ کی اساس اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت پر ہے۔ حضرت امام

ولی اللہؒ ملل و مذاہب پر بحث کرتے ہوئے ۔ اپنی اسی معرکۃ الآراء کتاب بدور بازغہ میں فرماتے ہیں۔

"کیا تم ملت حنیفیہ کی تحقیق و تفتیش کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اسکی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو پھر سمجھ لو کہ ملت حنیفیہ کی حقیقت یہ ہے کہ ارتفاق ثانی اور ثالث کی اساس و بنیاد تین چیزوں پر ہونی چاہیے [1]

۱۔ ان طبعی تقاضوں پر جو بنی آدم یا نوع بشری میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ان کے علوم، احتیاجات و ضرورتیں، ان کے صدور کی وسعت اور وقار اور رفاہیت کو پسند کرنا وغیرہ۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے شعائر کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ساتھ موافقت اور ان کے آداب قائم کرنے پر۔

۳۔ تجربات پر اور ان چیزوں سے احتراز کرنے پر جو تجربہ عامہ کے خلاف ہوں، اور جن کو تجربہ عامہ حرام اور ناجائز قرار دیتا ہو۔

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مخصوص اصطلاحات میں سے ایک بحث ارتفاقات کی ہے۔ شاہ صاحبؒ سے قبل بطور اصطلاح کے اسکو کسی عالم یا حکیم و محقق نے نہیں استعمال کیا۔ حجۃ اللہ البالغہ اور بدور بازغہ میں خود شاہ صاحبؒ نے ان کی تشریح کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ،

ارتفاقِ اوّل سے شاہ صاحب کی مراد وہ بنیادی ضرورتیں ہیں جن سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی۔ یا بدوی۔ خواہ کسی بھی ماحول میں رہنے والا ہو۔ مثلاً لباس، خوراک۔ گرمی سردی سے بچنے کا سامان۔ بول چال۔ نکاح وغیرہ۔ (شخصی ضروریات)

ارتفاقِ ثانی سے مراد وہ ضرورتیں جو مختلف افراد کے باہم اجتماع و ائتلاف سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً شہری زندگی کے لوازمات اور ضروریات۔ یہ ضرورتیں پہلے ارتفاق پر مبنی ہوتی ہیں۔ ارتفاق اوّل سے جب انسان آگے بڑھتے ہیں تو پھر (شہری زندگی کی ضروریات ہیں)

ارتفاق ثالث سے مراد وہ ضروریات ہیں۔ جو انسانی تمدن میں نظام حکومت سے پیدا ہوتی ہے۔ (ملکی ضروریات)

ارتفاق رابع سے مراد وہ احتیاجات اور ضرورتیں ہیں جو تمدنِ انسانی میں بین الملی یا بین الاقوامی حیثیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک سلطنت کا دوسری سے کیا معاملہ ہوتا ہے۔ یا کیا روابط اور تعلقات ہو سکتے ہیں یا ہونے چاہئیں۔ اور مختلف حکومتوں پر کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ وغیرہ۔ (بین الاقوامی ضروریات)

سواتی

جب یہ تین باتیں ملحوظ رہیں گی تو ان پر ملت حنیفیہ کی بنیاد استوار ہو گی، ملت حنیفیہ کی بنیاد نجوم کے خواص اور ان کے علوم میں غوص کرنے پر نہیں ہو گی۔ اور اسی طرح طبیعیات (مادیات) کے اسرار سے پوری طرح احتراز کرنے پر ملت حنیفیہ کی بنیاد استوار ہو گی۔ البتہ جو باتیں تجربہ سے ثابت ہوں گی انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات کہ جس پر ایمان کی تمہید رکھی جائے گی، وہ یہ ہے کہ نسمہ[۲] اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی یہ معرفت اور اسکی تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو عیوب و نقائص سے پاک سمجھنا) اس نسمہ میں پختہ ہو جائے اور پھر اقرار لسانی بھی موجود ہو جو اس نسمہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔"

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ:

"ملت حنیفیہ نے ہر ایسے علم کو ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔ جو اس کیلئے معین و معاون نہ ہو۔ اور

---

[۱] اس کا مطلب یہ ہے کہ ملت حنیفیہ کی بنیاد مادیت پر قائم نہیں ہو گی جس طرح بعض مشرک قوموں کے مذاہب و اعتقادات کی اساس و بنیاد مادیت اور نجوم کے خواص پر رکھی گئی ہے۔ اور ان نجوم سے وہ اپنے اعتقاد میں نفع اور نقصان کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مادیت سے دنیا کے نظام میں فائدہ ہی نہ اٹھایا جائے۔ اور اس سے پہلو تہی کر لی جائے یہ شاہ صاحبؒ کی مراد نہیں۔ شاہ صاحب کا اصل مقصد یہ ہے کہ ملت کے اصولوں کا انحصار مادیت اور عقلیت پر نہیں رکھا گیا بلکہ اس نور پر رکھا گیا ہے جسکو شرع اور نبوت کہتے ہیں۔ جب ملت کی بنیاد اس پر استوار ہو گی تو پھر اس کے بعد مادیت و عقلیت اور نجوم وغیرہ سب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ۱۲ سواتی

[۲] امام ولی اللہؒ اپنی کتاب الطاف القدس میں فرماتے ہیں "جاننا چاہئے کہ روح تین اجزاء سے مرکب ہوتی ہے۔ ایک نسیم طیب (پاکیزہ ہوا۔ یا آکسیجن) جو عناصر کے لطیف بخارات سے کئی ہضموں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ غذا اور نشو و نما اور ادراک کی قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔ اور اسکو ہم نسمہ، روح طبعی اور بدن ہوائی بھی کہتے ہیں۔ اور یہ گوشت اور ہڈیوں میں اس طرح سرایت کرتی ہے جس طرح آگ کوئلوں میں اور عرق گلاب کے پھول میں۔ اور روح ہوائی کو اسی جز کی وجہ سے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور جسم اسکی جدائی سے موت کا مزہ چکھتا ہے جس طرح کہ وہ خود بھی جسم کی جدائی سے موت کی تکالیف اور رنج اٹھاتی ہے۔ اور اس لطیف بخار کا اصلی معدن (مرکز) دل، دماغ اور جگر ہوتا ہے۔ اور روح کا دوسرا جز نفس ناطقہ۔ یہ در اصل طبیعۃ الکل یا نفس کل کا ایک ظہور ہوتا ہے۔ انسان کا نوعی نظام اسی جز کی بدولت قائم رہتا ہے۔ اور تیسرا جز روح ملکوتی (قل الروح من امر ربی میں جسکی طرف اشارہ ہے) ہے۔ اسکی کشش خطیرۃ القدس اور ملاء اعلیٰ اور عالم بالا کی طرف ہوتی ہے انسان کا اپنے رب کو پہچاننا یا اس کا قرب اس جز کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ روح کے ان تینوں اجزاء میں سے ہر ایک کی خاصیت جدا جدا ہے۔ ۱۲ سواتی

جس سے اسکو فائدہ نہ ہو اور ایسے علم کو بھی نظر انداز کیا ہے جو عوام الناس کیلئے اختلاط اور اشتباہ پیدا کرتا ہو۔ اسی لئے شریعت نے تعدد اسماء اور ان کے احکام کے اختلاف کو ساقط قرار دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک کا صدق اور ان کا اختلاف و منشاء اختلاف کی دقیق بحث کی طرف اشارہ ہے۔) اور سب کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے ارادے اور حکمت کی طرف راجع قرار دیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اختلاف جو اسماء میں واقع ہو سکتا ہے۔ وہ بیک وقت تصادق اور تفارق بھی ہے۔ یعنی یہاں ایک ایسی نسبت پائی جاتی ہے جو ناسوت (عالم مادی) کی نسبت سے بہت بلند ہے جسکو تصادق و تفارق سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور جب نسمہ نے اختلاف ثابت کیا تو اسکی تعبیر اس اختلاف تک پہنچے گی جسکی نفی کرنا اس بارگاہ سے ضروری ہے۔ تو ایسی صورت میں نسمہ کا (ذات) حق پر ایمان و ثبات نہیں ہو سکے گا۔ جب تک کہ وہ اختلاف سے سکوت نہ اختیار کرے۔ اور سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے ارادہ اور حکمت کی طرف نہ لوٹا دے۔ تو اب اسماء اور معدلات اور قابلات کے اختلافی علوم سب کے سب اس قضیہ اجمالیہ میں درج ہو گئے۔

اور ایمان و احسان اور دیگر عبادات کی تمہید ان چیزوں پر رکھی جائے جو نسمہ کو اسکی صفات پر باقی رکھتے ہوئے اس کے ساتھ لائق اور مناسب ہیں اور ان چیزوں کی بنیاد ان باتوں پر نہ رکھی جائے جو نسمہ سے بلند ہیں۔ اور نسمہ کو فنا کرنے کے بعد وہ امور پیدا ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر نماز، روزہ، زکوٰۃ۔ حج۔ ذکر وغیرہ جیسی عبادات مشروع ہوئی ہیں، جو نسمہ کے باقی رہتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ حجابات ثلاثہ (حجاب طبع۔ حجاب رسم۔ حجاب سوء المعرفۃ) کو توڑنا اور ان کی شکستگی کی تمہید طبیعت کو افراط سے روکنے پر قائم کی جائے نہ کہ طبیعت کو بالکل اپنے مزاج سے زائل کرنے پر، بایں طور کہ کھانے، پینے، اور نکاح وغیرہ کو کلیۃً ہی ترک کر دیا جائے۔ یا مثلاً انسان خصی ہو جائیں، یا اعضاء تناسلیہ کو کاٹ دیں یا ایسی شاق ریاضتوں سے طبیعت کو فنا کر دیں۔ جیسا کہ جوگی یا راہب اور سنیاسی وغیرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ دین حنیف کا منشا طبیعت کو بالکل بیکار کرنا نہیں بلکہ اسکی اصلاح اور تربیت ہے تاکہ اس کا غلو اور سرکشی ختم ہو جائے اور وہ احکام الٰہیہ کے تابع ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ:

"نفس کو پاک کرنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کر دے اور عقل کو شریعت کے تابع کر دے تاکہ روح اور قلب تجلی الٰہی کے نور سے منور ہو جائیں ـــــ"

اس کے بعد امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ :

"ملت حنیفیہ کی اساس و بنیاد کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ رسوم باطلہ کو رسوم صالحہ کے ساتھ تبدیل کیا جائے۔ ایسی رسوم صالحہ جو دنیا و آخرت دونوں میں انسان کے لئے مفید ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ شرک کی تمام انواع و اقسام کو قطع کیا جائے۔ اور براہین عقلیہ میں خوض ترک کر دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نور قائم کیا گیا ہے جسکو شرع اور نبوت کہتے ہیں اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں اور فتنوں کی معرفت اور پہچان میں۔ اور ان سے احتراز کرنے میں۔ اور معاد میں جزا و سزا کی معرفت میں۔ شرع اور نور نبوت پر ہی اعتماد کیا جائے۔"

یہ ہیں ملت حنیفیہ کے اصول و ارکان جن پر اسکی پوری عمارت قائم و استوار ہوتی ہے۔ اس کے بعد امام ولی اللہؒ ملت کے متوارث احکام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

ملت حنیفیہ کے متوارث احکام جو مختلف ادوار میں پچھلے لوگ اگلے لوگوں سے نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ یہ احکام ہیں مثلاً جنابت سے غسل کرنا اور وضو، ختنہ اور تمام وہ خصائل جنہیں خصائل فطرت سے موسوم کیا جاتا ہے ان پر عمل کرنا۔ اور نماز قیام، رکوع، سجود اور دعا سے یہ چار ارکان نماز کے ایسے ہیں جن میں کبھی کوئی حنیف دوسرے حنیف سے مختلف نہیں ہوا۔ اور روزہ۔ اس میں یہ بات بھی ثابت ہے کہ یہود، نصاریٰ، قریش اور وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو ملت حنیفی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ پورے کامل دن کا روزہ یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رکھتے تھے۔ اور ملت حنیفیہ کے متوارثات میں گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے کیلئے اور آفات و بلیات کو دفع کرنے کیلئے صدقات کا دینا۔ اور بیت اللہ کا حج بھی ایک متوارث سنت ہے اس ملت میں۔ اور اذکار اور استغفار اور دعوات یعنی بارگاہ الٰہی میں مناجاتیں اور دعائیں۔ اور ایمان یعنی قسمیں اور نذریں۔ اور اسی طرح مردوں کیلئے کفن دفن اور دعا اور حلق میں ذبح کرنا۔ نیز ان جانوروں کو کھانا جنہیں طبع سلیم خبیث اور گندہ نہیں خیال کرتی۔ اور نکاح مہر اور خطبہ کے ساتھ۔ اور محرمات نسبیہ اور رضاعیہ کو حرام سمجھنا۔ پس یہ چیزیں اور ان جیسی دوسری باتیں ملت حنیفیہ کے احکام و مسائل کی وہ صورتیں اور اشباح و قوالب ہیں۔ جو اس ملت کی طرف منسوب ہیں۔ اور حنفاء میں پھیلی ہوتی ہیں۔ شریعت موسوی اور شریعت محمدی کے بقیہ احکام اور تفصیلی جزئیات ان متوارثات کے بعد ہیں۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات تم اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اس دور میں صرف ملت حنیفیہ پر منحصر ہے۔ اس سے متجاوز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ملت حنیفیہ انسان کی صورت انسانیہ (صورت نوعیہ) کے ساتھ اور اس سے علوم کے استخراج کے ساتھ بھی موافق ہے۔ اور شرور سے اجتناب و احتراز کرنے میں بھی اس نوعی صورت کے ساتھ موافق ہے۔"

امام ولی اللہؒ نے اپنی دقیق کتاب "الخیر الکثیر" میں نوعی تقاضوں کو اس طرح سمجھایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ انسان کی صورت نوعیہ بذاتہا تقاضا کرتی ہے کہ انسان کے جسم عنصری (مادی بدن) میں اسکی ایک خاص ہیئت اور شکل ہو۔ پس ضروری ہے کہ وہ مستقیم القامت (اسکا قد سیدھا) ہو اور اس کا جسم بالوں سے ڈھکا ہوا نہ ہو بلکہ اس کے جسم کی کھال نمایاں ہو۔ اس کے ناخن چپٹے ہوں۔ اس کا سر گول ہو۔ اور وہ ناطق ہو (بولنے والا اور کلیات و جزئیات کے ادراک کرنے والا اور غور و فکر کرنے والا۔ اور آلات کو استعمال کرنے والا ہو) اس میں ضحک یا ہنسی کی صفت پائی جائے۔ اس میں قوت بینائی ہو جس سے وہ اشکال دو کو دیکھ سکتا ہو۔ اور قوت سماعت ہو جس سے مختلف قسم کی آوازیں سن سکتا ہو۔ اس میں بھوک و پیاس اور دیگر اشیاء کو محسوس کرنے کی قوت ہو۔ الغرض کہ تمام وہ خصوصیات و اوصاف جن کا تعلق اس کے جسم سے ہے۔ اسکی صورت نوعیہ ان سب کا تقاضا کرتی ہے۔

اور اسی طرح اس کے باطن کی بھی ایک مخصوص ہیئت اور شکل ہے جس کا تعلق نسمہ سے ہے۔ چنانچہ خوشی و ناخوشی۔ رضا و غضب اور کاموں کے انجام کو سوچنا اور مخفی اسرار کا ادراک کرنا۔ اور مختلف اشیاء کی باطنی کیفیات معلوم کرنا۔ اسی ہیئت باطنیہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اتنی بات تو عوام و خواص سب ہی جانتے ہیں۔"

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ:

ملت حنیفیہ کے سوا ہر ملت ایسی ہے کہ اس میں شرک کی آمیزش ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے اذہان مقدس شرف اور تاثر اور ان کے سامنے انقیاد میں (یعنی وہ شرف و بزرگی اور تقدس جو صرف ذات الہٰی میں پایا جاتا ہے اس میں) اور ناسوتی شرف و فضل میں (یعنی وہ شرافت و بزرگی جو مادی جہاں کی ہستیوں میں پائی جاتی ہے۔ ان میں) فرق نہیں کر سکتے اور ظاہری طور پر ان میں امتیاز نہیں کر سکتے اس لئے شرک کی آمیزش کا ہونا لازمی بات ہے۔ اسی لئے انسان کی جبلت

معقولات ثانیہ اور براہین کی تفتیش پر نہیں بنائی گئی بلکہ اس کی جبلت ادراک بسیط اور معقولات اولی پر رکھی گئی ہے۔ (جب ہم الفاظ بولتے ہیں تو سب سے پہلے ان کا معنی اور مفہوم ذہن میں آتا ہے۔ اسی کو معقولات اولی کہتے ہیں۔ اب جب ہم ان معانی اور مفاہیم پر غور و فکر کرتے ہیں۔ تو اس سے ہم جو چیزیں اخذ کرتے ہیں۔ مثلاً اس مفہوم کا کلی یا جزئی ہونا یا فصل و نوع یا اصل و فرع وغیرہ تو اس کو معقولات ثانیہ کہتے ہیں۔ یہ ادراک کی پیچیدہ قسم ہے اس پر فطرت انسانی اور جبلت کا دار و مدار نہیں رکھا گیا۔) جب یہ بات تم پر اچھی طرح واضح ہو گئی تو اب تم کھلے طور اور بابانگ دہل اعلان کرنے والوں میں سے ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی غرض انسانیت کی ترقی کے اعتبار سے ملت حنیفیہ کے شیوع اور ظہور میں ہے کبھی اس کے ظہور اور اشاعت کا طریق ارتفاق ثالث اور کبھی ارتفاق رابع کے طریق پر ہوگا۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :

بعثت بالملة السمحة الحنيفية البيضاء مجھے ایک ایسی کھلی اور روشن شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے۔

حنیفت کا مفہوم اور اسکی حقیقت تو تمہیں معلوم ہو چکی ہے۔ اب سمحہ کا مطلب یہ ہے کہ جسکو بالکل ظاہری معاملہ پر بنایا گیا ہو۔ اور جسکی بنیاد امعانات یا حد سے زیادہ گہرائی اور تعمق پر نہ رکھی گئی ہو۔ اور یہ کہ ہر عذر کیلئے رخصت بھی ہو اور ہر تنگی کیلئے آسانی ہو۔ اور رہبانیت اور ریاضات صعبہ اور عبادات شاقہ کو بالکل مٹا دیا گیا ہو۔ اور بیضاء کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اس ملت کا معاملہ بالکل واضح اور نمایاں ہو۔ کوئی شخص اسکی علل (احکام کی علتوں) کی معرفت میں شک نہ کر سکے۔ اور ان علتوں کو ان کے مقاصد کی طرف لوٹانے میں بھی کسی قسم کا شک و تردد نہ کرے۔

اس کے بعد اسی بدور بازغہ میں امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اصول میں سے یہ بات ہے کہ ملت حنیفیہ میں داخل ہونے اور اسکو بطور مذہب کے اختیار کرنے کیلئے ضابطہ یہ مقرر کیا گیا ہے کہ اس میں داخل ہونے کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ پر یعنی اسکو نقائص سے پاک سمجھنے پر اور اس کا محامد کے ساتھ متصف ہونے کے اقرار پر اور شرک کی نفی پر۔ خواہ شرک عبادت میں یا استعانت میں یا ذکر میں۔ اور ذبح میں

یا نذر اور قسم میں ۔ اور یہ بھی واجب اور ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اولاد ، بیوی اور سہو ونسیان ، عجز اور جہل سے اور بخل وظلم سے منزہ جانے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک کی تنزیہہ بھی واجب ہے ۔ ہر ایسی چیز سے جس سے کوئی نقص ظاہر ہو ۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کے اسماء کو توقیفی قرار دیا گیا ہے ۔ تاکہ ان اسماء کے اطلاق و ایجاد کرنے پر یا غلط طور پر استعمال کرنے پر کوئی شخص جرأت بے جا نہ کر سکے ۔ اور اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو گا ۔ یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے معانی کو سمجھنا اور ان کے مفہوم کے ثبوت کی اللہ تعالیٰ کیلئے تصدیق کرنا ۔ نیز رسالت کا اقرار بھی اس میں ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں کی رسالت کا اقرار اور کتابوں کے نازل کرنے کا اقرار ۔ ملائکہ کے وجود کا اقرار اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واجب قرار دیا ہے کہ ان ملائکہ کو پاک و مقدس سمجھا جائے ۔ ہر قسم کی برائی سے اور ان کے ادب کو ملحوظ رکھا جائے ۔ نیز یوم آخرت کا اقرار اور دوبارہ لوٹائے جانے کا اقرار بھی ضروری ہے کیونکہ یہ دونو باتیں دین میں تنبیہہ کرنے والی اور کھٹکھٹانے والی ہیں ، پس جب تک تم ان دونوں کی تصدیق نہ کرو گے ۔ تو دین حنیفی کے ساتھ متدین ہونے سے کچھ فائدہ نہ حاصل ہو گا ۔۔۔۔ اور اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس ملت کے تمام اصولوں اور ضروریاتِ دین کا اقرار کیا جائے ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دعائے صحت

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی مدظلہ خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی و مہتمم جامع عثمانیہ ورکشاپی علیل ہیں اور کنٹونمنٹ ہسپتال راولپنڈی میں زیرِ علاج ہیں ۔ قارئین حضرات سے صحتِ کاملہ عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے ۔ (ادارہ)

قابلِ توجہ

راقم الحروف کو برہان دہلی اور معارف اعظم گڑھ اور الہلال کی پرانی فائلوں کی ضرورت ہے ۔ جو صاحب فروخت کرنا چاہیں مراسلت فرمائیں ۔

(سمیع الحق دارالعلوم حقانیہ ۔ اکوڑہ خٹک ۔ ضلع پشاور)

آپ اپنے حلقۂ تعارف میں الحق کیلئے خریدار بنا کر اس دینی دعوت میں براہ راست شامل ہو سکتے ہیں جو الحق کا محبوب مقصد ہے ۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ۔۔۔۔